روزنامہ
(ٹیلی فون نمبر 047-6213029) FD-10

الفضل

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

پیر 14مارچ 2011ء 8ربیع الثانی 1432 ہجری 14/امان 1390ہش جلد 61-96 نمبر 60

کامیاب نبی

ڈریپر لکھتے ہیں:۔

جسٹینین کی وفات کے چار سال بعد 569ء میں مکہ میں وہ آدمی پیدا ہوا جس نے انسانیت پر تمام انسانوں میں سے سب سے زیادہ اثر ڈالا۔

(ڈریپر، جون ولیم، اے ہسٹری آف دی انٹلیکچوئل ڈیویلپمنٹ آف یورپ لنڈن 1875ء جلد1 ص329)

مضمون نگار انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں لکھتا ہے:۔

محمدؐ مذہبی شخصیات میں سے تمام نبیوں میں سب سے زیادہ کامیاب رہے۔

Encyclopaedia Britannica (11th edition, article "Koran")

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

چونکہ شجرۂ فطرت انسانی اصل میں توسط اور اعتدال پر واقعہ ہے اور ہر ایک افراط وتفریط سے جو قویٰ حیوانیہ میں پایا جاتا ہے منزہ ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے۔ لقد خلقنا الانسان............(الجزو نمبر:30) اس لئے خلق کے لفظ سے جو کسی مذمت کی قید کے بغیر بولا جائے ہمیشہ اخلاق فاضلہ مراد ہوتے ہیں اور وہ اخلاق فاضلہ جو حقیقت انسانیہ ہے۔ تمام وہ خواص اندرونی ہیں جو نفس ناطقہ انسان میں پائے جاتے ہیں (جیسے عقل ذکا۔ سرعت فہم۔ صفائی ذہن۔ حسن تحفظ۔ حسن تذکر۔ عفت۔ حیا۔ صبر۔ قناعت۔ زہد۔ تورع۔ جوانمردی۔ استقلال۔ عدل۔ امانت۔ صدق لہجہ۔ سخاوت فی محلّہ۔ ایثار فی محلّہ۔ کرم فی محلّہ۔ مروت فی محلّہ۔ شجاعت فی محلّہ۔ علو ہمت فی محلّہ۔ حلم فی محلّہ۔ تحمل فی محلّہ۔ حمیّت فی محلّہ۔ تواضع فی محلّہ۔ ادب فی محلّہ۔ شفقت فی محلّہ۔ رافت فی محلّہ۔ رحمت فی محلّہ۔ خوف الٰہی۔ محبت الٰہیہ۔ انس باللہ۔ انقطاع الی اللہ وغیرہ وغیرہ۔) اور تیل ایسا صاف اور لطیف کہ بن آگ ہی روشن ہونے پر آمادہ (یعنے عقل اور جمیع اخلاق فاضلہ اس نبی معصوم کے ایسے کمال موزونیت و لطافت و نورانیت پر واقعہ کہ الہام سے پہلے ہی خود بخود روشن ہونے پر مستعد تھے) نور علیٰ نور۔ نور فائض ہوا نور پر (یعنے جب کہ وجود مبارک حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں کئی نور جمع تھے۔ سوان نوروں پر ایک اور نور آسمانی جو وحی الٰہی ہے۔ وارد ہو گیا۔ اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا۔ پس اس میں یہ اشارہ فرمایا کہ نورِ وحی کے نازل ہونے کا یہی فلسفہ ہے کہ وہ نور پر ہی وارد ہوتا ہے۔ تاریکی پر وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ فیضان کے لئے مناسب شرط ہے اور تاریکی کو نور سے کچھ مناسبت نہیں۔ بلکہ نور کو نور سے مناسبت ہے اور حکیم مطلق بغیر رعایت مناسبت کوئی کام نہیں کرتا۔ ایسا ہی فیضانِ نور میں بھی اس کا یہی قانون ہے کہ جس کے پاس کچھ نور ہے۔ اسی کو اور نور بھی دیا جاتا ہے اور جس کے پاس کچھ نہیں اس کو کچھ نہیں دیا جاتا۔ جو شخص آنکھوں کا نور رکھتا ہے وہی آفتاب کا نور پاتا ہے......انبیاء منجملہ سلسلہ متفاوتہ فطرت انسانی کے وہ افراد عالیہ ہیں جن کو اس کثرت اور کمال سے نور باطنی عطا ہوا ہے کہ گویا وہ نور مجسم ہو گئے ہیں۔ اسی جہت سے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور اور سراج منیر رکھا ہے۔

(براہین احمدیہ چہار حصص، روحانی خزائن جلد1 ص 194)

سکالرشپ برائے فائن آرٹس طالبات

ایسی طالبات جنہوں نے امسال انٹرمیڈیٹ کے بعد ہائیر ایجوکیشن کمیشن سے منظور شدہ کسی ادارہ میں بیچلرز (فائن آرٹس) میں داخلہ لیا ہوان سے گزارش ہے کہ وہ سادہ کاغذ پر درخواست بنام ناظر تعلیم، انٹرمیڈیٹ کے رزلٹ کارڈ کی نقل اور داخلہ کا ثبوت مکرم صدر صاحب جماعت یا مکرم امیر صاحب ضلع سے تصدیق کروا کر 16مارچ 2011ء تک دفتر نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ میں بھجوا دیں ۔ مزید رہنمائی کیلئے فون نمبر 047-6212473 پر رابطہ کریں۔(نظارت تعلیم)

ضرورت سٹاف

اردو میڈیم ہائی سکول نصرت جہاں اکیڈمی میں درج ذیل سٹاف کی فوری ضرورت ہے۔ خدمت سلسلہ کا جذبہ رکھنے والے احباب اپنی درخواستیں مع اسناد کی نقول بنام چیئرمین صاحب ناصر فاؤنڈیشن ربوہ تحریر کرکے خاکسار کو 24مارچ 2011ء تک بھجوا دیں۔ درخواست صدر صاحب حلقہ/امیر صاحب کی تصدیق شدہ ہو۔

ٹیچر برائے کمپیوٹر سائنس: ایم سی ایس/ بی سی ایس۔ بی ایڈ

لیب اسسٹنٹ برائے کمپیوٹر لیب: ایف ایس سی کمپیوٹر سائنس جو کہ کمپیوٹر لیب میں کام کرنے کا تجربہ رکھتا ہو۔

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی اردو میڈیم ربوہ)

تعطیلات طاہر ہومیو پیتھک انسٹی ٹیوٹ

مورخہ 23 تا 28 مارچ 2011ء طاہر ہومیو پیتھک ریسرچ انسٹیٹیوٹ ربوہ بوجوہ بند رہے گا۔ احباب مطلع رہیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک

قد۔ میانہ قد سے ذرا نکلتا ہوا۔ جسم خوش اندام اور گٹھا ہوا۔ جسامت میں معتدل۔

رعب:۔ آپؐ کو دیکھ کر عظمت اور ادب پیدا ہوتا تھا۔ بدن نہایت جامہ زیب تھا۔

سر:۔ بڑا اور خوبصورت، بال سیدھے لیکن ذرا بل دار کان کی نوک تک۔ سر میں تیل ڈالا کرتے تھے۔ مانگ درمیان میں رکھتے تھے اور زینت کر کے آئینہ دیکھا کرتے۔

چہرہ:۔ چودھویں کے چاند کی طرح چمک دار، سفید رنگ جس میں سرخی دمکتی تھی۔ کشادہ رو، خوش خو۔ سنجیدہ **رخسار سبک:۔** دہن فراخ، دانت چمکدار باریک، جب تبسم فرماتے تو بجلی کی طرح چمکتے نظر آتے تھے۔ احد کی لڑائی میں ایک دانت ٹوٹ گیا تھا۔

پیشانی:۔ فراخ وبلند، ابرو خمدار، بالوں سے پُر، پیوستہ نہ تھے۔ دونوں کے درمیان ایک رگ تھی۔ جو جلال کے وقت نمایاں ہو جاتی تھی۔

ناک:۔ اونچی اور قدرے لمبی۔

ریش مبارک:۔ بھری ہوئی اور سیاہ۔ فوت ہوتے وقت سر اور داڑھی میں 17 سے زائد سفید بال نہ تھے۔

آنکھیں:۔ سیاہ بڑی بڑی سرمہ گیں۔ ان میں ڈورے تھے۔ پلکیں لمبی تھیں۔

گردن:۔ تصویر کی گردن کی طرح۔ صفائی میں چاندی کی مانند

سینہ اور شکم:۔ سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا۔ سینہ اور شکم ہموار۔ بلکہ سینہ قدرے ابھرا ہوا اور خوب چوڑا۔ چوڑے شانے۔

پشت اور مہر نبوت:۔ دونوں بازوؤں اور شانوں پر قدرے بال، پشت پر دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ یہ ایک سرخ سیاہی مائل ابھر ہوا مسّہ تھا جو کبوتر کے انڈے کے برابر تھا اور گول گھنڈی کی مانند شکل میں تھا۔ اس پر کچھ بال تھے اور گرداگرد اس کے تِل تھے (یہ علامت اہل کتاب کی روایات میں آپؐ کے حلیہ کے متعلق بطور نشان کے موجود تھی)۔

کلائی:۔ دراز ہتھیلی فربہ گوشت سے پُر اور نرم، انگلیاں لمبی

جوڑ:۔ تمام جوڑ مضبوط اور چوڑے، تمام ہڈیاں بھی بھاری اور چوڑی تھیں۔

پنڈلیاں:۔ پُر گوشت اور سخت۔

پیر:۔ قدم ہموار اور صاف اور بھرے ہوئے کشادہ، تلوے گہرے، راتوں کو عبادت میں کھڑے کھڑے پَیر سوج جایا کرتے تھے۔

چال:۔ سبک اور تیز رَو۔ گویا بلندی سے اتر رہے ہیں۔ رفتار میں کوئی آپ کے ساتھ نہ رہ سکتا تھا۔ بے تکلفی سے تیز چلتے تھے۔

کلام:۔ شیریں کلام، واضح بیان، بلاضرورت نہ بولتے تھے۔ نرم گو تھے۔ اکثر خاموش رہتے، جب بولتے تو الفاظ علیحدہ علیحدہ اور صاف صاف واضح ہوتے تھے۔ کلام مختصر اور جامع اور فصیح و بلیغ اور موثر کرتے۔ چِلّا کر نہ بولتے تھے۔ بات کرنے میں اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے۔ ملنے والوں سے مزاج پرسی کرتے۔ لوگوں کو پہلے سلام کرتے۔ کسی کا عیب بیان نہ کرتے۔ نہ کسی کا عیب تلاش کرتے۔ نہ جائز جرح کرتے تھے۔ کسی کی بات نہیں کاٹتے تھے۔ کبھی منہ سے کوئی فحش کلام نہیں نکلا۔

مزاج:۔ نرم مزاج تھے۔ کبھی کسی مخاطب کی حقارت نہ کرتے تھے۔ نہ کسی نعمت کی مذمت کرتے تھے۔ مزاح بھی کر لیا کرتے تھے۔ مگر اس میں بھی جھوٹ نہ ہوتا تھا۔

قوت:۔ بہت طاقتور انسان تھے۔ اَن تھک قویٰ تھے۔ عرب کے مشہور پہلوان ابورکانہ کو تین دفعہ پے در پے کُشتی میں پچھاڑا۔ باوجود اس کے کبھی اپنے ہاتھ سے کسی خادم، کسی عورت کو نہیں مارا۔ نہ جنگ میں کسی کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ قوت رجولیت 40 آدمیوں کے برابر عطا ہوئی تھی۔ 25 سال تک عملی اور اصلی برہمچریہ کا نمونہ دکھایا۔ روایت ہے آپؐ سب سے زیادہ اپنی شہوت پر قابو رکھنے والے شخص تھے۔

خوشبو:۔ نہایت پسند تھی اور ہمیشہ استعمال فرماتے تھے۔

صفائی:۔ بہت محبوب تھی۔ دانت اور بدن اور لباس نہایت صاف رکھتے تھے اور دوسروں کو اس کا حکم کرتے تھے۔ بدبو اور گندگی سے سخت نفرت تھی۔

ہنسنا:۔ جب کسی کو ملتے تو تبسم اور کشادہ روئی سے ملتے۔ خوش مزاجی میں سب سے بڑھ کر تھے۔ قہقہہ نہ مارتے تھے۔ بلکہ مسکراتے تھے۔

غصہ:۔ اپنے نفس کے لئے غضب نہ کرتے تھے۔ غصہ صرف امرِ حق کی مخالفت کے وقت آتا تھا اور کبھی اتنا نہ آتا کہ بے قابو ہو جاتے۔ غصہ میں بھی ہمیشہ حق ہی فرماتے تھے۔

رونا:۔ کبھی کبھی رقت قلب اور دوسروں پر شفقت اور رحم دلی کی وجہ سے یا خدا کا کلام سن کر آپؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے تھے۔

سونا:۔ کم سوتے تھے اور بہت ہشیار سوتے تھے۔ خراٹے بھی لے لیا کرتے تھے۔ بستر کمبل اور بوریے کا تھا۔ یا ایسی چارپائی پر سوتے تھے اس کے نشان بدن پر پڑ جاتے تھے۔

گھر کے تقسیم اوقات:۔ تین حصوں میں وقت تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ایک گھر والوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے اور ایک اپنے آرام کے لئے اس حصہ میں سے بھی لوگ وقت لے لیتے تھے۔ جب کوئی آپ کے پاس ملنے جاتا تو اسے کچھ نہ کچھ کھلا دیا کرتے تھے۔

کھانا:۔ ہمیشہ ہلکے پیٹ کھاتے تھے۔ کھانے میں بلکہ کسی بات میں تکلف نہ تھا۔ کثرت سے روزے رکھتے۔ کھانے کا عیب اور نقص کبھی بیان نہ کرتے۔ سہارا لگا کر نہ کھاتے تھے بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ میں غلام کی طرح کھاتا ہوں اور غلام کی طرح بیٹھتا ہوں۔ کبھی تین روز متواتر روٹی سے پیٹ نہیں بھرا۔ ہر طیب اور پاکیزہ چیز کھا لیتے تھے۔

مجلس:۔ اٹھتے بیٹھتے بلکہ ہر حرکت اور سکون کے وقت اللہ کا ذکر کرتے اور استغفار کرتے رہتے تھے۔ مسجد میں کوئی معین جگہ بیٹھنے کی نہ تھی۔ آپ کی مجلس حلم و علم حیاء صبر اور امانت کا نمونہ ہوتی تھی۔ اس میں آوازیں بلند نہ ہوتی تھیں۔ نہ کسی کو ذلیل کیا جاتا تھا۔ نہ کسی کی پردہ دری ہوتی تھی۔ مقرب صحابہؓ اس طرح بیٹھتے تھے۔ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ کسی کے کلام کی آپ کی مجلس میں بے قدری نہ کی جاتی تھی۔ جس پر سب ہنستے آپؐ بھی تبسم فرماتے اور جس بات پر سب تعجب کرتے۔ آپ بھی کرتے تھے۔ پردیسیوں اور جنگلیوں کی بے تمیز گفتگو پر تحمل فرماتے۔ کبھی مجلس میں پیر پھیلا کر نہ بیٹھتے اور نہ آنکھ کے اشارہ سے بات کرتے۔ کبھی پہلو کی چیز کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے تھے۔ یعنی کن آنکھیوں سے نہ دیکھتے تھے۔ اسی طرح کسی کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر دیکھنے کی عادت نہ تھی۔ اکثر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی سوچ میں ہیں۔

صحت اور مرض الموت:۔ صحت آپؐ کی بالعموم اچھی رہتی تھی۔ بیمار بہت کم ہوتے تھے۔

(روزنامہ الفضل 7 راگست 1928ء)

صحابہؓ کی رائے آپ کے جمال کی بابت

براءؓ:۔ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے زیادہ کوئی حسین وجمیل نہیں دیکھا۔

ابو ہریرہؓ:۔ کہتے ہیں میں نے ساری عمر آنحضرت ﷺ سے زیادہ خوبصورت کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپ کا چہرہ سورج کی طرح نورانی تھا اور جب آپؐ ہنستے تو دیواروں پر چمک معلوم ہوتی تھی۔

جابرؓ:۔ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ کا چہرہ مبارک چاند کی طرح نورانی تھا۔ آپ جس گلی کوچہ سے نکل جاتے تھے۔ وہ معطر ہو جاتا تھا۔

ام معبدؓ:۔ صحابیہ کہتی ہیں۔ کہ آپؐ غور سے دیکھنے میں سب سے زیادہ خوش اندام معلوم ہوتے اور پاس سے دیکھنے میں سب سے زیادہ حسین۔

حضرت علیؓ:۔ فرماتے ہیں۔ جو آپ کو پہلے پہل دیکھتا۔ تو مرعوب ہو جاتا اور جو ملتا جلتا رہتا۔ وہ آپ سے محبت کرنے لگتا۔ میں نے نہ آپؐ کی زندگی میں اور نہ آپؐ کے بعد کسی کو ایسا حسین وجمیل دیکھا۔

انسؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے بدن کی خوشبو سے زیادہ نہ کسی مشک میں خوشبو پائی نہ عنبر میں۔ نہ کسی اور چیز میں۔ اگر آپ کسی سے مصافحہ کرتے تو تمام دن اس شخص کو آپ کے مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی اور اگر کسی بچہ کے سر پر ہاتھ پھیر دیتے تو خوشبو کے سبب وہ اور لڑکوں میں پہچانا جاتا۔

غرض حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ خود بھی جب کبھی آئینہ دیکھتے تو فرمایا کرتے تھے۔ اللھم کما احسنت خلقی فاحسن خلقی۔ یعنی اے اللہ جس طرح تو نے مجھے جسمانی طور پر حسین بنایا۔ اسی طرح تو میرے اخلاق بھی نہایت پسندیدہ بنا دے۔

صلی اللہ علیہ والہ وسلم

دونوں لے جاؤ

حضرت جابرؓ بن عبداللہ ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔ ان کا اونٹ بہت سست تھا۔ وہ تھک گیا اور حضرت جابرؓ لشکر میں سب سے آخر پر رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے پیچھے رہنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے اونٹ کی سستی کا ذکر کیا۔

رسول اللہؐ اپنی سواری سے اترے۔ حضرت جابرؓ سے چھڑی لی اور ان کے اونٹ کو ٹھوکا دیا تو وہ تیز دوڑنے لگا اور سب سے آگے نکل گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے وہ اونٹ حضرت جابرؓ سے اس شرط پر خرید لیا کہ مدینہ پہنچ کر وہ اسے رسول اللہؐ کے حوالے کر دیں گے۔

مدینہ پہنچ کر رسول اللہؐ نے حضرت جابرؓ کو قیمت ادا کی۔ پھر اونٹ بھی ان کے حوالے کر دیا اور فرمایا اونٹ اور اس کی قیمت دونوں لے جاؤ۔

(بخاری کتاب البیوع باب شری الدواب)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دار النصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا طلباء مدرسہ احمدیہ سے خطاب

مربیان کے لئے ضروری صفات، غیر ممالک میں دعوۃ الی اللہ کی اہمیت

طلباء مدرسہ احمدیہ نے حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ افریقہ کو ان کی آمد کی خوشی پر جو دعوت چائے دی اور ایڈریس پیش کیا۔ اس موقعہ پر حکیم صاحب نے شکریہ ادا کرتے ہوئے جو تقریر کی اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مفصل تقریر فرمائی۔ وہ درج ذیل کی جاتی ہیں۔

حکیم صاحب کی تقریر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح و بزرگان سلسلہ اور برادران کرام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میرے متعلق جن باتوں کا اظہار اس ایڈریس میں کیا گیا ہے وہ اسی رنگ میں آپ کو نظر آئی ہیں۔ جس رنگ میں بیان کی گئی ہیں۔ میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اس بات کی توفیق دی کہ میں حضرت مسیح موعود کے بعض الہام کو پورا کرنے میں حصہ لے سکا۔ جیسا کہ آپ کا یہ الہام کہ میں تیری (-) کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ یہ محض خدا کے فضل سے کامیابی حاصل ہوئی جس کا اظہار اخبارات میں ہوتا رہا ہے اور میں بغیر کسی قسم کی کسر نفسی اور بغیر کسی تکلف کے عرض کرتا ہوں کہ میری جو قابلیت تھی یا اب ہے وہ مدرسہ احمدیہ کے طالب علموں سے بھی کم ہے پھر اس کامیابی کی وجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور بزرگان سلسلہ کی دعائیں اس کا موجب ہوئیں۔ ہاں جو بات میرے مدنظر رہی وہ یہ تھی کہ میں ان احباب کی منشاء کو سمجھنے اور اسے پورا کرنے کی کوشش کروں جن کے ہاتھوں میں دعوت الی اللہ کا کام ہے۔ میں مفصل اور صحیح حالات سے انہیں مطلع کرتا۔ ان کی ہدایات کا منتظر رہتا اور جب ہدایات آ جاتیں تو ان کے مطابق کام کرتا دوسرے میں نے اپنے آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور گرائے رکھا۔ حضور کی طرف سے جو ارشاد آتا اس پر عمل کرنے کی پوری پوری کوشش کی اس کے ساتھ ہی میں نے کبھی کوئی شکایت کسی ایسے امر کے متعلق نہ کی جو میری منشاء کے خلاف ہو کیونکہ میں سمجھتا تھا۔ انتظامی امور میں ایسا ہو ہی جاتا ہے۔ کوئی کام جلدی ہو جاتا ہے اور کسی میں دیر لگ جاتی ہے۔ جس کے متعلق مجھے کوئی شکایت ہوتی۔ اسی کے سامنے پیش کرتا اور سمجھتا رہا کہ یہی کام کرنے کا طریق ہے۔

باقی جو کامیابی ہوئی وہ میرے نزدیک سلسلہ کی عظمت کے لحاظ سے بہت چھوٹی ہے۔ وہاں کام کو ترقی دینے اور بڑھانے کی بے حد ضرورت ہے اور اس کے لئے کام کرنے والوں کی ضرورت ہے جو آپ میں سے ہی ہوں گے اس لئے میں نوجوانوں سے کہوں گا کہ اس فیلڈ میں کام کرنے کے لئے اپنے آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور پیش کریں۔ گو مالی مشکلات سد راہ ہیں مگر مجھے جو تجربہ ہوا ہے اس کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ وہاں کرایہ دے کر اور کم از کم چھ ماہ کا خرچ دے کر پہنچا دیا جائے۔ تو پھر کام چل سکتا ہے۔

وہاں کی آب و ہوا بیشک مجھے موافق نہیں آئی۔ مگر جب کوئی کام کرنا ہوتا ہے تو ایسی باتوں کی پرواہ نہیں کی جا سکتی میں جب پہلے پہل وہاں گیا تو ایک سرکاری افسر سے ملنے کے لئے گیا۔ اس نے پوچھا یہاں آئے کتنی دیر ہوئی ہے میں نے کہا چھ مہینے۔ کہنے لگا وطن تو یاد نہیں آتا۔ میں نے کہا یاد آتا ہے مگر جس کام کے لئے میں یہاں آیا ہوں وہ سب سے مقدم ہے کہنے لگا This is very good missionary spirit. تو مشکلات پیش آتی ہیں۔ غذا کی دقت ہوتی ہے۔ آب و ہوا مختلف ہوتی ہے مگر جو اس غرض سے نکلے کہ خدا کے لئے کام کرنا ہے اسے ضرور کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ چونکہ افریقہ میں دعوت الی اللہ کے متعلق تمام حالات اخبارات سے احباب کو معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان پر مفصل طور پر تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں پھر خدا کا شکر کرتا ہوا اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کہ اس نے مجھ کو موقعہ دیا کہ میں نے اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے پیش کیا۔ پھر میں اس وعدہ پر مستقل رہا اور باہر گیا اور خدا تعالیٰ نے کامیابی بخشی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

کا خطاب

میں نے متواتر سکول کے اساتذہ کو بھی اور طلباء کو بھی اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ایک (مربی) سب سے بڑا کام زبان سے لیتا ہے اس لئے زبان کا صحیح استعمال ضروری ہے لیکن یہ شکایت قریباً ہمیشہ مدرسہ احمدیہ کے طلباء کے متعلق پیدا ہوئی ہے کہ ان کا لہجہ اور تلفظ صحیح نہیں ہوتا اور بعض اوقات تو اس حد تک گرا ہوا ہوتا ہے کہ کان اس کے سننے کی طاقت نہیں رکھتے اور ایسی غلطیاں کی جاتی ہیں جو معمولی عدم توجہ کے باعث ہوتی ہیں اور معمولی سی توجہ کرنے سے دور ہو سکتی ہیں۔ خواہ ایسی غلطیاں استادوں کی عدم توجہ کی وجہ سے ہوں یا طلباء کی عدم توجہ کی وجہ سے ہر حال میں قابل افسوس ہیں گو طبعاً مجھے یہ بات ناپسند ہوتی ہے کہ میں کسی کے نقائص پر زور دوں۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ یہ معلوم ہو کہ کس کے نقائص کا ذکر کیا جا رہا ہے لیکن طالب علموں کی حیثیت ایسی ہوتی ہے کہ انہیں ان کی غلطیاں بتائی جائیں اور اصلاح کی طرف توجہ دلائی جائے اس لئے میں ذکر کرتا ہوں۔

اس وقت جو ایڈریس پڑھا گیا ہے۔ اس کے پڑھنے والے نے بعض الفاظ نہایت غلط پڑھے ہیں۔ مثلاً محتاج کو متاج پڑھا ہے۔ محتاج ایک عام لفظ ہے جو پنجابی بولنے والے عام طور پر اسی طرح بولتے ہیں۔ جس طرح پڑھا گیا ہے مگر مدرسہ احمدیہ کے طلباء کو جو اس کا صحیح تلفظ جانتے ہیں اور جنہیں ضرور جاننا چاہئے انہیں اس طرح نہیں پڑھنا چاہئے اسی طرح مظفر کو مظفر مُراجعت کو مَراجعت پڑھا گیا ہے اور بھی بہت الفاظ عربی اور اردو کے لحاظ سے غلط پڑھے گئے ہیں اور ایک کو تو ایسا بگاڑ دیا گیا کہ میں اسے سمجھ ہی نہیں سکا۔ غرض اس ایڈریس میں دو تین درجن الفاظ ایسے استعمال کئے گئے ہیں جن میں معمولی سی احتیاط کی ضرورت تھی اور وہ صحیح پڑھے جا سکتے تھے۔ مثلاً پھر کو فر پڑھا گیا ہے بیشک یہ درست ہے کہ پنجابی حلق ہر ایک لفظ کو پوری طرح ادا نہیں کر سکتا ایک دفعہ حضرت مسیح موعود پر ایک شخص نے اعتراض کیا کہ یہ قرآن کا صحیح تلفظ عربی لہجہ میں ادا نہیں کر سکتا۔ ایسا شخص کہاں مسیح ہو سکتا ہے۔ اس کی یہ بات سن کر سید عبداللطیف صاحب نے اس پر ہاتھ اٹھایا مگر مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت مسیح موعود نے بھی انہیں روک دیا۔ تو بیشک بعض الفاظ کا عربی لہجہ میں تلفظ ادا کرنا اختیار سے باہر ہوتا ہے۔ مثلاً اگر پنجابی تقریر کرتے وقت......عربی لہجہ میں ادا کرنے کے پیچھے پڑے گا تو ایک طرف اس سے......ادا نہ ہو سکے گا اور دوسری طرف اصل مضمون اس کے ہاتھ سے جاتا رہے گا لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ بعض الفاظ پرانے زمانے کی غلطی کے نتیجہ کے طور پر غلط بولے جاتے ہیں یا ان کے صحیح بولنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ اور نہ صحیح ادا کرنے کی قابلیت ہوتی ہے۔ مثلاً ف کی بجائے پھ کا ادا کرنا کسی پنجابی کے لئے مشکل نہیں ہے۔ مگر چونکہ پنجابیوں میں پھ کی بجائے ف کو ادا کرنے کا رواج ہے اور عام طور پر پھر کو فر کہتے ہیں اس لئے پڑھے لکھے بھی اسی طرح استعمال کرتے ہیں۔

اس قسم کے الفاظ ایسے ہیں کہ ان کی اصلاح کرنے میں کوئی مشکل نہیں پیش آتی۔ صرف احتیاط کی کمی ہے۔ طلباء اور استادوں کے لئے ضروری ہے خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ ہر قوم کوشش کر رہی ہے کہ اس کی زبان ترقی کرے اور ہماری یہ کوشش ہے کہ اردو علمی زبان کہلائے۔ صحیح تلفظ ادا کیا جائے۔ ایک عرب اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ جو الفاظ اس کی قوم میں استعمال ہوتے ہیں انہیں غلط استعمال نہ کرے۔ اسی طرح ایک تعلیم یافتہ انگریز کبھی اپنی زبان کے الفاظ غلط استعمال نہ کرے گا۔ ہم بھی اگر دوسری قوموں میں اپنی زبان کی عزت قائم کرنا چاہتے اور خود اپنی نظروں میں اسے عزت دیتے ہیں۔ تو ہمارے لئے بھی لازمی ہے کہ ہم اپنی زبان سے صحیح الفاظ ادا کریں۔ سوائے اس کے کہ کبھی روانی تقریر میں کوئی لفظ غلط ادا ہو جائے اور ایسی غلطی بڑے سے بڑا مقرر کر سکتا ہے میں نے مولوی شبلی صاحب اور مولوی ابوالکلام صاحب آزاد کی تقریریں سنی ہیں وہ بھی ایسی غلطی کر جاتے کہ جلدی اور روانی میں کوئی لفظ غلط منہ سے نکل گیا۔ اسے Slip of the Tongue یعنی زبان کا پھسل جانا کہتے ہیں۔ جیسے کوئی راستہ چلتے ہوئے پھسل جائے۔ یہ بات قابل معافی ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی پاؤں کے بل چلنے کی طاقت رکھنے والا شاہراہ پر جا کر گھٹنوں کے بل چلنے لگے تو یہ اس کی غلطی ہوگی اور ناقابل معافی غلطی ہوگی۔ ایک دوڑتے ہوئے انسان کا پاؤں اگر پھسل جائے تو اس کا پھسلنا نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ گو بچے اور دوسرے لوگ بھی اس کے پھسلنے پر ہنس پڑیں۔ مگر یہ ہنسی شغل کے طور پر ہوگی۔ اس کے فعل پر اظہار نفرت کے طور پر نہ ہوگی۔

میں پھر امید رکھتا ہوں کہ مدرسہ احمدیہ کے استاد اور طلباء ایسی غلطیوں کی اصلاح کی طرف زیادہ توجہ کریں گے اس کے بعد میں حکیم فضل الرحمٰن صاحب کے کام کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اگرچہ انہوں نے اپنے کام کے متعلق بعض باتیں بیان کر دی ہیں۔ اگر وہ انہیں بیان نہ کرتے تو میں خود بیان کرتا مگر باوجود اس کے کہ انہوں نے وہ باتیں بیان کر دی ہیں میں ضروری سمجھتا ہوں کہ میں بھی ان کے متعلق کچھ بیان کروں۔

میرے نزدیک دنیا میں بعض بہتر سے بہتر قابلیت رکھنے والے لوگ ہوتے ہیں مگر ان کی قابلیت ایسی قابل قدر نہیں ہوتی جتنی وہ ادنیٰ قابلیت جو دوسری قابلیتوں کے مطابق آجاتی ہے۔ بسا اوقات اعلیٰ قابلیت خود ایسی قابلیت رکھنے والے کے لئے تباہی کا موجب ہو جاتی ہے اور دوسروں کے لئے بھی مصائب کا باعث بن جاتی ہے۔ ایک اکیلا انسان جو دوسروں سے الگ تھلگ رہتا ہو۔ اپنے لئے جو چاہے رستہ تیار کرسکتا ہے اور اس پر صبر اور استقلال سے گامزن ہوسکتا ہے لیکن جس نے دوسروں سے مل کر کام کرنا ہو وہ اگر یہ سمجھے کہ جو خیال اس کا ہو اسی کے مطابق کام کرے اور جس طرح کوئی بات وہ چاہے۔ اسی طرح ہو۔ یہ ناممکن ہے۔ یہ طریق اختیار کرنے والا لازماً یا تو خود نہ رہے گا۔ یا وہ نہ رہیں گے جن کے ساتھ مل کر اسے کام کرنا چاہئے تھا۔ اس دنیا میں جتنی چیزیں ہیں وہ گھس گھسا کر گولائی اختیار کرنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ ریگستانوں میں ریت کے ذروں کو دیکھو اور پہاڑوں پر پتھروں کو دیکھو وہ گھستے اور گولائی پکڑتے جاتے ہیں کیونکہ دنیا کی ہر چیز میں رگڑ جاری ہے۔ اس کے نتیجہ میں دو باتوں میں سے ایک ضرور اختیار کرنی پڑتی ہے۔ یا تو ٹوٹ جانا یا پھر گھس جانا، اس کے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا اور یہی چیز ہے جو دنیا میں انسان کی کامیابی کا گُر ہے اور یہی چیز ہے جو ایک دوسرے سے اتحاد اور تعاون پیدا کر رہی ہے۔ مگر میں نے کئی لوگوں کو دیکھا ہے۔ ان میں خاص قابلیتیں ہوتی ہیں لیکن ان میں یہ مادہ نہیں ہوتا کہ دوسروں کے ساتھ مل کر کام کریں اور تعاون اور اتحاد سے کام لیں۔ اس لئے وہ خود بھی ناکام رہتے ہیں اور دوسروں کے لئے بھی تکلیف کا موجب بنتے ہیں جب تعاون کا سوال ہو تو دوسروں کو اپنے خیالات کے ماتحت لانے کی کوشش کرتے ہیں اگر ایسا شخص افسر ہو تو بھی کام خراب ہوتا ہے اور اگر ماتحت ہو تو بھی پس (مربیان) کے لئے ضروری ہے کہ جہاں ان کے اندر ان کی شخصیت موجود نہ ہو وہاں انسانیت ضرور ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان میں دو چیزیں پیدا کی ہیں ان میں سے ایک انسانیت ہے جو باقی انسانوں سے مل کر کام کرنے پر مجبور کرتی ہے یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے تم کو ایک انسان سے پیدا کر کے آگے بڑھا دیا یعنی فرماتا ہے یاایھاالناس اتقوا ربکم ......اس کا کیا مطلب ہے یہ تو ہر انسان جانتا ہے کہ وہ ایک انسان سے پیدا ہوا ہے جو اس کا باپ تھا پھر وہ ایک انسان سے پیدا ہوا اسی طرح یہ سلسلہ ایک آخری انسان تک جا پہنچتا ہے۔ پھر اس بات پر (۔) کے زور دینے کی کیا وجہ ہے دراصل اس میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ انسانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہئے۔ چنانچہ آگے اس کا ذکر بھی فرما دیا کہ...... کہ اس کے نتیجہ میں آگے تم کو ایک دوسرے سے تعاون کرنا پڑتا ہے اور تم ایک دوسرے کی مدد سے ترقی کرتے ہو یا یہ کہ ایک دوسرے کے تعلقات کا لحاظ کرنا پڑتا ہے۔ اس کے دونوں معنی ہوسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ ایک دوسرے کے تعلقات سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اس کا تم لحاظ رکھتے ہو۔ دوسرے یہ کہ اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھو تو دوسری طرف انسانوں سے بھی صلح رکھو۔ اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا تو بہتر سے بہتر قابلیت کوئی مفید نتیجہ نہیں پیدا کرسکتی۔ جب تک دوسروں کے ساتھ مل کر کام نہ کرسکے۔ حضرت مسیح موعود کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک کئی اعلیٰ قابلیتیں اس لئے ضائع ہوگئیں کہ ایسی قابلیتیوں سے دوسری طبائع فائدہ نہ اٹھا سکتی تھیں۔ وجہ یہ کہ ایسی قابلیتیں رکھنے والوں میں یہ مادہ نہ تھا کہ دوسرے سے مل کر کام کریں۔ پس (مربی) کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اندر انسانیت پیدا کرے۔ یعنی دوسروں سے مل کر کام کرنے کی اس میں اہلیت ہو۔ اتحاد اور تعاون سے کام کرسکے دوسری چیز انسان کے لئے انانیت ہے۔ اسی کا دوسرا نام توحید ہے۔ انسان میں ایک تو انسانیت رکھی گئی ہے۔ یعنی دوسرے انسانوں سے تعلق پیدا کرنا اور ان کے ساتھ مل کر کام کرنا۔ دوسرے انانیت ہے۔ یعنی یہ سمجھنا کہ میرے اور میرے رب کے درمیان اور کوئی واسطہ نہیں۔ میرا اپنے رب کے ساتھ براہ راست تعلق ہے۔ یہ بھی بہت ضروری چیز ہے۔ اگر انسان اپنی عقل و خرد حوصلہ اور ارادہ کو بالکل مار دے اور دوسرے کے ہاتھ میں اپنا سب کچھ دے دے۔ اپنا کوئی ارادہ کوئی خواہش نہ رکھے تو یہ بھی بہت برے نتائج پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے کیونکہ کوئی ایک انسان دنیا کے تمام نقائص اور خرابیوں کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ اسی طرح دنیا کی ساری خوبیوں کا بھی علم نہیں رکھ سکتا۔ اگر ایک شخص اس کے پیچھے اس طرح چل پڑتا ہے کہ جدھر وہ لے جاتا ہے ادھر جاتا ہے جدھر سے روکتا ہے رک جاتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہی خرابیاں اسے معلوم ہوں گی جو دوسرا اسے بتائے گا یا وہی خوبیاں نظر آئیں گی جو اسے دوسرا دکھائے گا۔ خود اس میں خداتعالیٰ نے خوبیوں کے جاننے اور خرابیوں کے معلوم کرنے کی جو قابلیت رکھی ہے۔ اس کا اظہار نہ ہوگا اس وجہ سے انانیت چاہتی ہے کہ خدا اور بندہ کے درمیان کوئی واسطہ نہ ہو بلکہ براہ راست خدا سے اس کا تعلق ہو لیکن اس کے ساتھ ہی انسانیت بھی ہے اس میں شفقت علیٰ خلق اللہ پائی جائے۔ اس حالت میں وہ نیچے کی طرف دیکھے کہ خداتعالیٰ نے اور بھی انسان پیدا کئے ہیں۔ جن سے مجھے وابستہ کیا ہے ان میں کچھ ایسے ہوں گے جو اس سے زیادہ تیز چلنے والے ہوں گے ان کے ساتھ چلنے کے لئے اسے اپنی رفتار تیز کرنی پڑے گی اور کچھ ایسے ہوں گے جو اسے اپنے سے سست نظر آئیں گے۔ انہیں اپنے ساتھ لینے کے لئے قدم کو روکنا ہوگا کیونکہ اگر وہ تیز چلے گا تو تیز چلنے والے اس سے آگے نکل جائیں گے اور اگر قدم نہ روکے گا۔ تو سست چلنے والے پیچھے رہ جائیں گے اس لئے وہ کچھ قدم تیز کر کے اور کچھ روک کر دوسروں کے ساتھ چلنے کی کوشش کرے۔ پس ایک طرف تو اس میں ایسی انانیت ہو کہ وہ اپنے اور خدا کے درمیان کوئی واسطہ نہ سمجھے اور دوسری طرف ایسی انسانیت ہو کہ اپنے آپ کو سب انسانوں کے ساتھ وابستہ رکھنا ضروری سمجھے جس میں دونوں صفتیں ہوں۔ وہی کامیاب ہوسکتا ہے۔ لیکن جس میں ان میں سے کوئی ایک نہ ہو یا دونوں نہ ہوں وہ نہ صرف اپنے لئے بلکہ دوسروں کے لئے بھی مصیبت ہوتا ہے۔

اگر اس میں انانیت نہیں تو اس نے اس جوہر کو مٹا دیا جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھا تھا اور وہ بیکار ہوگیا جس طرح بنجر زمین بیکار ہوتی ہے بلکہ بنجر زمین بھی اس سے اچھی ہوتی ہے۔ اس کے متعلق تو پھر بھی خیال ہوتا ہے کہ اگر ہمارے زمانے میں اس نے کام نہیں دیا۔ تو ہماری نسلوں کے زمانہ میں دے گی۔ مگر ایسا انسان ہمیشہ کے لئے بیکار ہوگیا۔ کیونکہ جب وہ مر گیا تو پھر اس کے لئے کام کا بننے کے لئے کوئی موقعہ نہ رہا۔ اسی طرح اگر کوئی انسانیت کو کام میں نہ لایا بلکہ اسے ضائع کر دیا تو گویا وہ بیج جو دوسروں سے اشتراک اور اتحاد کے نتیجہ میں حاصل ہوتا تھا اسے ضائع کر دیا اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بقاء کے لئے دو چیزوں کا ملنا ضروری ہوتا ہے۔ دیکھو مرد و عورت ملتے ہیں تو بچہ پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اگر مرد، مرد والی قابلیت نہیں رکھتا اور عورت عورت والی قابلیت نہیں رکھتی تو کوئی بچہ پیدا نہ ہوگا۔ یا اگر ان میں سے ایک اپنی قابلیت مار دے۔ تو بچہ نہیں پیدا ہوگا۔ دونوں میں ذاتی قابلیت ہو اور پھر وہ ملیں تو بچہ پیدا ہوگا اگر مرد نامرد ہو تو اس سے کوئی بچہ نہ پیدا ہوگا۔ اسی طرح اگر عورت بانجھ ہو تو اس سے بھی بچہ نہیں پیدا ہوگا اور اگر دونوں بچہ پیدا کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں لیکن ملتے نہیں تو بھی بچہ نہ پیدا ہوگا۔ اپنی اپنی جگہ ان میں قابلیت ہو اور وہ ملیں تب بچہ پیدا ہوگا اسی طرح اگر ایک افسر میں ماتحت سے مل کر کام کرنے کی قابلیت نہیں اور ماتحت میں انانیت نہیں تو ان کے تعاون سے کوئی نتیجہ نہ نکلے گا یا اگر دونوں قابلیت تو رکھتے ہیں لیکن ملتے نہیں تو بھی کوئی نتیجہ نہ نکلے گا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ دونوں میں انانیت ہو اور دونوں انسانیت میں آکر اکٹھے ہو جائیں تب نتیجہ نکلے گا۔

تمام سلسلوں میں یہی بات چلتی ہے یہ نیچر اور قانون قدرت ہے اور ہمارا سلسلہ اس قانون سے علیحدہ نہیں ہوسکتا۔ پس **ہر انسان میں انانیت ہونی چاہئے یعنی اپنے طور پر غور کرے کہ جو کام اس کے سپرد کیا گیا ہے اس میں بہتری کی کونسی صورت ہوسکتی ہے۔ اس کے متعلق وہ اپنی سکیم بنائے اور افسر کے سامنے پیش کر دے۔ افسر اپنے طور پر اس پر غور کرے۔ پھر اسے اپنی رائے سے ملائے اور سموئے۔ یعنی جو باتیں اس سکیم میں مفید ہوں۔ وہ قبول کرے اور جو ایسی ہوں کہ گو اس کے نزدیک اچھی نہ ہوں لیکن ان سے کوئی نقصان نہ پہنچتا ہو تو کام کرنے والے کی بشاشت قائم رکھنے کے لئے ان سے بھی اتفاق ظاہر کرے۔** لیکن جو عام پالیسی کے خلاف ہوں اور جن سے خطرہ ہو کہ نقصان ہوگا ان کا انکار کر دے۔ پھر ماتحت کا فرض ہو کہ وہ سمجھے کہ جو اس کی اچھی باتیں تھیں۔ وہ قبول کر لی گئی ہیں اور وہ بھی قبول کر لی گئی ہیں جو گو اچھی نہ تھیں لیکن ان سے کسی نقصان کا احتمال نہ تھا تو وہ باتیں جن میں افسر کے نزدیک نقصان کا احتمال تھا۔ انہیں میں بھی چھوڑ دوں اور بشاشت قلب سے کام کروں۔

میں سمجھتا ہوں کاموں کے لحاظ سے ایک بات ایسی ہے جس کی طرف ابھی تک نظارتوں کی توجہ نہیں اور اس وجہ سے نقصان ہو رہا ہے وہ سکیموں میں اختصار کی پالیسی ہے۔ جب کوئی سکیم پیش ہوتی ہے تو نظارت اس میں بعض ترمیمیں کر کے اپنی طرف سے پیش کر دیتی ہے اور ایک نئی سکیم بنا کر ماتحت کو دے دی جاتی ہے۔ اس پر وہ خیال کرتا ہے۔ یہ نظارت کی سکیم ہے۔ اسے یہ خیال نہیں آتا کہ اس نے جو سکیم پیش کی تھی۔ وہ ہے۔ اس کی بجائے جیسا کہ گورنمنٹ کا طریق ہے۔ یہ ہونا چاہئے کہ جو تجاویز ماتحت محکمہ کی طرف سے پیش ہوں۔ ان میں سے جو درست اور مفید ہوں۔ ان پر عمل کیا جائے اور جن میں تبدیلی کی ضرورت ہو۔ ان میں تبدیلی کر کے بتایا جائے کہ فلاں بناء پر اس تبدیلی کی ضرورت ہے اور جو ناقابل قبول ہوں۔ ان کے متعلق لکھا جائے کہ ان وجوہات کی بناء پر انہیں رد کیا جاتا ہے۔ اگر اس طرح ہو تو جو کارکن دیانتدار ہوگا اور ہم سمجھتے ہیں خدا کے فضل سے ہمارے سارے کارکن دیانتدار ہیں۔ کیونکہ انہوں نے خدمت دین کے لئے زندگیاں وقف کی ہوئی ہیں۔ اسے تسلی ہوگی کہ اس کی بات مانی گئی اور وہ عمدگی سے کام کرسکے گا اور اگر اسے اختلاف بھی ہوگا تو اس کی بشاشت دور نہ ہوگی اور اگر ایسا ہو تو ریکارڈ موجود ہوگا۔ اگر وہ کہے گا کہ مجھ سے تعاون نہ کیا گیا تو اسے بتا سکیں گے کہ دیکھو تم نے مثلاً 15 باتیں پیش کی تھیں۔ ان میں سے 10 افسر نے مان لیں اور پانچ نامنظور کر دیں۔ اگر افسر ہو کر وہ تمہاری دس باتیں مان سکتا ہے تو تمہیں ماتحت ہو کر پانچ میں افسر کی رائے ماننے میں کیا

عذر ہوسکتا۔ پس اگر ایسی سکیموں کے متعلق تفصیل سے لکھا جائے۔ اس سے میری مراد یہ نہیں کہ صفحے کے صفحے لکھے جائیں بلکہ تفصیل ایک فقرہ میں بھی ہوسکتی ہے۔ تو کام کرنے والوں میں بشاشت قائم رہ سکتی اور وہ عمدگی سے کام کرسکتے ہیں۔

جہاں تک میں نے غور کیا ہے۔ سوائے ایک واقعہ کے جس کے متعلق ابھی دریافت کرنا ہے۔ حکیم صاحب کو میں نے اس بارے میں نہایت عمدہ اور صحیح طریق پر پایا وہ دوسروں سے تعاون بھی کرتے رہے۔ صحیح رپورٹیں بھی بھیجتے رہے۔ مشورے بھی طلب کرتے رہے اور مشوروں پر عمل بھی کرتے رہے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ وہ ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں اور اس کے مطابق انہیں کام کرنا ہے۔ انہوں نے کبھی میرے پاس اپنے پیشرو کی شکایت نہیں کی اور ایسے طور پر کام نہیں کیا کہ افسروں سے تعاون میں کمی کی ہو۔ میں نے عام (مربیان) کو دوسروں کا شکوہ کرتے دیکھا بعد میں جو (مربی) کسی کی جگہ کام کرنے کے لئے جاتا ہے۔ وہ پہلوں پر نکتہ چینی شروع کردیتا ہے کہ فلاں نے یہ غلطی کی، فلاں نے یہ غلطی کی؟ 90 فیصدی ایسے (مربیان) ہیں جن کی طرف سے پہلوں پر اعتراض میرے پاس پہنچے ایسی صورت میں میں تو یہی کہوں گا کہ ان میں تعاون کی قابلیت نہیں۔ بیشک ایک دوسرے سے اختلاف ہوسکتا ہے لیکن اختلاف رائے کے معنی غلطی نہیں ہوتے میں سمجھتا ہوں اور تو اور اگر رسول کریم ﷺ کا زمانہ ہوتا اور کسی بات میں مشورہ طلب کیا جاتا تو بیسیوں دفعہ اختلاف ہوتا۔ حضرت مسیح موعود کا زمانہ ہم نے دیکھا ہے۔ آپ کوئی مشورہ دیتے تو بسا اوقات اس سے بعض کو اختلاف ہوتا مگر اس کے یہ معنی نہیں تھے کہ آپ غلطی کرتے تھے مگر بسا اوقات ہم نے دیکھا کہ آپ اپنی رائے چھوڑ دیتے اور دوسروں کی قبول کرلیتے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ایک مسئلہ کے متعلق آپ نے فرمایا مجھے قرآن سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ اس پر مولوی محمد احسن صاحب نے تو کہا ہاں حضور یہی درست ہے اور یہی قرآن سے ثابت ہے۔ لیکن حضرت خلیفہ اول نے فرمایا پہلے فقہاء نے ایسا نہیں لکھا۔ اس پر آپ نے فرمایا اچھا میں لوگوں کو ابتلا میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ جس طرح پہلے فقہا نے لکھا ہے۔ اسی طرح سمجھا جائے۔ گو اب بھی مجھے خیال آتا ہے۔ اگر تحقیقات کریں تو ممکن ہے۔ اس مسئلہ میں بھی پہلے فقہا میں اختلاف نکل آئے۔ تو اختلاف رائے کے یہ معنی نہیں کہ دوسرے کی بات کو غلط قرار دیا جائے۔

اختلاف رائے طبعی بات ہے اور اسے نقص قرار دینا اور غلطی سمجھنا بہت بڑا نقص ہے مگر میں 90 فیصدی کارکنوں میں یہ نقص دیکھتا ہوں میں جب کسی (مربی) کو باہر بھیجتا ہوں تو اسے یہی نصیحت کرتا ہوں کہ پہلوں سے تمہیں اختلاف رائے ہوگا۔ پہلے (مربی) کی بعض باتیں تمہیں ناپسند ہوں گی۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم اس کی شکایتیں شروع کردو بلکہ تمہیں کوئی کام اسی طرح کرنا چاہئے جس طرح پہلا (مربی) کرتا رہا ہو۔ کیونکہ وہ تجربہ کار تھا اور تم نئے نئے ہوگے اور جس کام کا تجربہ نہ ہو اس میں غلطی لگ جانا بڑی بات نہیں ابھی کل میں چودھری ظفراللہ خان صاحب سے ذکر کررہا تھا کہ پونڈ کی قیمت کم مقرر کرنے کے متعلق جو سوال تھا۔ اس میں مجھے غلطی لگی تھی۔ میرا یہی خیال تھا کہ پونڈ سستا کردیا جائے تو اہل ہند کو فائدہ رہے گا مگر اب معلوم ہوا کہ اس سے ملک کو سخت نقصان ہوگا۔ اس غلطی کی وجہ یہ تھی کہ میں مالیات کا ماہر نہ تھا اور مالیات کے ماہروں سے گفتگو کی تو معلوم ہوا کہ پونڈ کی قیمت جب کم ہوجائے گی اور اس کی بجائے کم روپے ادا کرنے پڑیں گے تو اہل ہند انگلستان سے مال خریدیں گے لیکن انگلستان والوں کو چونکہ ہندوستان سے پونڈ کے کم روپے وصول ہوں گے۔ اس لئے وہ ہندوستان سے کوئی چیز نہ خریدیں گے بلکہ دوسرے ممالک سے خریدیں گے تو تجربہ نہ ہونے کی وجہ سے غلطی ہوجاتی ہے۔ اس لئے نئے (مربی) کو میں یہی کہتا ہوں کہ پہلے جس طرح پہلا (مربی) کام کررہا تھا اسی طرح تم بھی کرنا۔ پھر اگر تجربہ کے بعد خرابی معلوم ہو تو یہ نہ کہو کہ پہلے نے غلطی کی بلکہ یوں کہہ سکتے ہو کہ پہلے اس طرح کام ہورہا تھا۔ میرے نزدیک اس کی بجائے اگر اس طرح ہو تو زیادہ مفید ہوسکتا ہے۔ اس طرح اس میں تغیر کرنے کی اجازت حاصل کرسکتے ہو۔ اس کی کیا ضرورت ہے کہ پہلے کی غلطیاں اور نقائص گنانے اور اس کے خلاف شکایت کرنے لگ جاؤ۔ پہلا شخص جس طرح کام کرتا تھا صحیح سمجھ کر ہی کرتا تھا۔ وہ دین کی خدمت کے لئے گیا تھا۔ اسے کیا ضرورت تھی کہ جان بوجھ کر دین کے کام میں خرابی پیدا کرتا۔ اس نے جو کچھ کیا دین کی خاطر کیا۔ اگر اس سے غلطی بھی ہوئی تو بھی اس کے کام پر اگر کوئی اعتراض کرتا ہے تو وہ بے دینی کا مرتکب ہوتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ کی ایک مثال ہمارے سامنے ہے جب جنگ احزاب کے وقت مشورہ لیا گیا تو رسول کریم ﷺ کی ہی رائے تھی کہ مدینہ سے باہر نکل کر نہیں لڑنا چاہئے۔ منافقین نے بھی یہی کہا کہ باہر نہیں جانا چاہئے مگر مخلص صحابہ کی رائے تھی کہ باہر جانا چاہئے۔ رسول کریم ﷺ نے ان کی رائے مان لی اور باہر چلے گئے جس سے نقصان ہوا اور اس سے ظاہر ہوگیا کہ منافقین کی رائے صحیح تھی مگر رسول کریم ﷺ نے اس موقعہ پر جو کچھ کیا اس پر جنہوں نے اعتراض کیا انہیں منافق قرار دیا گیا اور مجرم ٹھہرایا گیا۔

دراصل اسلام میں اس بات کا توازن رکھا گیا ہے کہ کسی چیز سے زیادہ نقصان ہوتا ہے یا زیادہ نفع۔ اگر نفع زیادہ ہو تو خواہ اس میں غلطی ہو تو بھی اس کے متعلق اعتراض کرنے کی اجازت نہیں دی۔ مثلاً شریعت نے رکھا ہے کہ رسول کریم ﷺ بھی قضا میں غلطی کرسکتے ہیں۔ لیکن اس پر اعتراض کرنا گناہ قرار دیا ہے۔ وجہ یہ کہ قضا کی غلطی کا اثر ایک محدود دائرہ کے اندر پڑتا ہے۔ لیکن فیصلہ کرنے والے پر اعتراض کرنے سے ساری قوم کے اخلاق تباہ ہوجاتے ہیں۔

غرض میں نے (مربیان) کو ہمیشہ یہ نصیحت کی ہے اور جب تک اس پر عمل نہ کریں گے کامیابی حاصل نہیں کرسکیں گے کہ **ہر (مربی) کا پہلا فرض یہ ہے کہ اپنے پیشرو کی پالیسی اور طریق عمل پر چلے اس میں اگر غلطی معلوم ہو تو یہ نہ کہے کہ پہلے نے کام خراب کردیا بلکہ یہ کہے کہ پہلے اس طرح کام ہوتا تھا اب یہ کام اس طرح کیا جائے تو زیادہ مفید ہوسکتا ہے۔** اس طرح کہنے سے کسی کی شکایت بھی نہ ہوگی اور جس طرح اس کے نزدیک کام عمدگی سے ہوسکے گا۔ اس طرح وہ کر بھی سکے گا۔ پھر یہ بات میرے سامنے بھی نہ کہے بلکہ سب کے سامنے یہی کہے۔

بعض (مربی) ایسے ہیں جو لوگوں میں کہتے پھرتے ہیں کہ بیرونی ممالک میں مشن فضول ہیں کوئی کام نہیں کررہے۔ میں کہتا ہوں جن لوگوں سے ایسی باتیں کرتے ہیں کیا بیرونی مشنوں کا جاری رکھنا یا بند کرنا ان کے ہاتھ میں ہے۔ اگر نہیں تو ایسی باتوں سے سوائے بے چینی اور بددلی پیدا کرنے کے اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ میں انہیں بتاتا ہوں۔ نہ سیاسی لحاظ سے ترقی ہوسکتی ہے اور نہ دینی لحاظ سے کبھی کامیابی حاصل ہوسکتی ہے۔ جب تک غیر ممالک میں (دعوت الی اللہ) نہ ہو۔ ہندوستانی اسی لئے اور ہمیشہ دوسروں کے ماتحت رہے کہ وہ اپنے ملک سے باہر نہ نکلے اور چھوٹی چھوٹی قومیں ان پر حاکم بنیں۔ کیونکہ وہ اپنے ممالک سے باہر نکلیں پس جو قوم (دعوت الی اللہ) اور سیاسی لحاظ سے کامیاب ہونا چاہتی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ باہر جائے اور دوسرے ممالک میں اپنی چھاؤنیاں بنائے۔ مگر وہ کہ جنہیں نہ سیاسیات پر عبور ہے۔ نہ مذہب پر نہ روحانیت میں مکمل ہیں۔ نہ علم میں وہ کہتے ہیں بیرونی ممالک کی بجائے سارا زور ہندوستان میں لگانا چاہئے میں کہتا ہوں۔ ذرا غور تو کرو۔ اگر یہاں موجودہ حالات بالکل بدل جائیں جو روز بروز سرعت سے بدل رہے ہیں تو ہمارے ہاتھ میں کیا رہ جاتا ہے۔ لیکن اگر بیرونی ممالک میں چھوٹی چھوٹی جماعتیں بھی قائم ہوجائیں تو خواہ ہندوستان میں سارے کے سارے احمدیوں کو ماردیا جائے تو بھی احمدیت کا جھنڈا نہیں گرسکتا۔

غرض کسی ایک ملک یا ایک نسل تک (دعوت الی اللہ) محدود رکھنے سے کام نہیں ہوسکتا پھر جو تعلیم ساری دنیا کے لئے ہے۔ اس میں ایسے مواد ہوتے ہیں جو ساری اقوام کے دماغوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس میں مختلف قوموں کے احساسات ان کے جذبات ان کی قابلیتوں کی مطابقت پیدا کی گئی ہے اور اس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہیں کہ جب تک ساری قومیں نہ ملیں گی اس وقت تک اس تعلیم کی تکمیل نہ ہوگی۔ انگریزی دماغ ایک خاص طرز پر چلتا ہے۔ فرانسیسی دماغ ایک خاص رنگ رکھتا ہے یہی حال دوسری اقوام کا ہے اور جس طرح افراد جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح اقوام بھی جداگانہ حیثیت رکھتی ہیں۔ فرانسیسی لوگ بعض باتوں میں ساری دنیا کے لوگوں سے مطابقت رکھیں گے لیکن بعض میں دو فرانسیسی بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوں گے اور بعض میں ہر فرانسیسی دوسرے فرانسیسی سے اشتراک رکھے گا۔ اسی طرح جرمن بعض باتوں میں ساری دنیا سے مطابقت رکھیں گے لیکن بعض میں ہر جرمن دوسرے جرمن سے جدا ہوگا اور بعض میں تمام جرمن ایک دوسرے سے اشتراک رکھیں گے۔ پس ایک فرانسیسی یا ایک جرمن دماغ جس نقطہ نگاہ سے کسی بات پر غور کرنے کا عادی ہے اگر وہ غور کرے گا تو ضرور ہندوستانی دماغ کی نسبت اس میں جدت نکالے گا۔

ایک موٹی مثال تصوف میں دیکھ لو۔ متصوفین کو پہلے لوگ تو رجماً بالغیب کے طور پر اولیاء اللہ سمجھتے تھے۔ لیکن ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ اولیاء اللہ تھے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے ہمیں بتایا ہے۔ مگر وہ تصوف جو ایران میں پھیلا۔ اس کا اور رنگ تھا۔ جو مصر میں پھیلا اس کا اور رنگ تھا جو عرب میں پھیلا اس کا اور رنگ تھا۔ اگر مصر کے تصوف کو عرب کے تصوف کے مقابلہ میں رکھا جائے تو انہیں صریح اختلاف نظر آئے گا۔

مصر کا تصوف اور لائن پر چلتا ہوگا اور عرب کا تصوف اور لائن پر اور ایران کا تصوف ان دونوں سے علیحدہ لائن پر اس کی وجہ کیا ہے یہی کہ ہر ملک کے لوگوں کے دماغی اثرات الگ الگ تھے۔ پھر حکومتوں کے تعلق کی وجہ سے تصوف میں فرق نظر آئے گا۔ جب حکومت حاصل تھی۔ اس وقت اس کا اور رنگ تھا اور جب حکومت میں تنزل آگیا اس وقت اور رنگ ہوگیا۔

غرض جو مذہب ساری دنیا کے لئے ہے۔ وہ محتاج ہے اس بات کا کہ اس کی وہ باتیں جو بندوں سے تعلق رکھتی ہیں ان میں انہیں آزاد چھوڑا جائے اور ہر قوم کے دماغی اثرات ان میں اپنے اپنے رنگ میں ظاہر ہوں۔ خداتعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ان تبدلکم تسؤکم اگر یہ باتیں لوہاری یا ترکھانی پیشہ کے متعلق ہوتیں تو ان کا ظاہر ہونا کیوں برا لگتا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے

کہ وہ باتیں مذہب سے متعلق ہیں مگر ایک محدود دائرہ کے اندر رکھ دیتی ہیں لیکن خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہر قوم اپنے رنگ میں ترقی کرے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ہر قوم کے لئے میدان کھلا چھوڑ دیا۔

ہسپانیہ میں مسلمانوں نے جو ترقی کی۔ اس میں صاف طور پر ہسپانوی دماغ کا اثر معلوم ہوتا ہے۔ مصر میں مسلمانوں نے جو ترقی کی۔ اس میں مصری دماغ کا اثر نظر آتا ہے۔ حجاز میں مسلمانوں نے جو ترقی کی۔ اس میں حجازی دماغ کا اثر دکھائی دیتا ہے۔ عراق میں مسلمانوں نے جو ترقی کی اس میں عراقی دماغ کا اثر ظاہر ہے جو لوگ قضا کے ماہر ہیں انہیں امام مالک میں خالص عربی رنگ دکھائی دیتا ہے کہ سیدھی سادی نیچر کی بات لے لی۔ امام شافعیؒ چونکہ اپنے ملک سے باہر نکلے۔ اس لئے ان کا پہلا رنگ بدل گیا اور مصری دماغ نے ان پر اثر کیا۔ ادھر عراق اور ایران کا اثر امام ابوحنیفہ پر ہوا اور امام حنبل پر شافعیت اور مالکیت دونوں کا اثر پڑا۔ اس لئے ان میں دونوں رنگ نظر آتے ہیں تو جن باتوں میں اجازت ہے کہ دماغ اپنا رنگ اختیار کرے۔ انہیں ہر ملک کا دماغ اپنے لئے علیحدہ رنگ اختیار کر لیتا ہے۔

غرض ساری دنیا سے جو مذہب تعلق رکھتا ہو۔ ساری قوموں کا اس میں شامل ہونا ضروری ہے تاکہ وہ مختلف رنگ کے دماغوں کے ملنے سے ایسی صورت اختیار کر سکے کہ ساری قومیں اس پر چل سکیں۔ مگر بعض لوگ کہتے ہیں۔ دوسرے ممالک اور دوسری قوموں میں (دعوت الی اللہ) کی کیا ضرورت ہے۔ ایسے لوگ گویا کنوئیں کے مینڈک کی سی رائے رکھتے ہیں اور بہت لوگ چونکہ کنوئیں کے مینڈک ہی ہوتے ہیں۔ انہیں یہ بات پسند آجاتی ہے۔ وہ سمندر کے مینڈک نہیں ہوتے۔ اس لئے خیال کرتے ہیں۔ ایسے لوگ بہت دانا ہیں۔ حالانکہ ان کو نہ تو تجربہ ہوتا ہے نہ ان میں روحانیت ہوتی ہے۔ نہ اخلاص ہوتا ہے ان میں سے جو جتنا پھدک سکتا ہے پھدک لیتا ہے اور پھر سمجھتا ہے اس سے زیادہ پھدکنا مضر ہے۔ اس میں بعض (مربیان) اور دوسرے لوگوں کا حصہ ہے جو کہتے ہیں دوسرے ممالک (دعوت الی اللہ) کرنا فضول کام ہے۔ اس لئے مجھے اس بات پر زیادہ زور دینے کی ضرورت محسوس ہوئی ایسے لوگ خیال نہیں کر سکتے کہ مجھے ایسی باتوں سے کس قدر بے چینی اور تکلیف ہوتی ہے۔ میں ساری عمر نہیں بھول سکتا اور میرے سامنے آتشیں حروف میں لکھا ہوا یہ فقرہ موجود ہے جو کسی نے مجھے سنایا کہ آپ کو امان اللہ کا انجام یاد نہیں اس قسم کی باتوں کے ذمہ دار وہی لوگ ہیں جو دوسروں میں بددلی اور مایوسی پیدا کرتے ہیں۔ یہ فقرہ کہنے والے یاد رکھیں۔ امان اللہ کا جو انجام ہوا وہ میرا نہیں ہو سکتا بلکہ ان کا ہوگا وہ اپنی فکر کریں اس فقرہ کے کہنے سے انہوں نے اپنا انجام بگاڑ لیا۔ گو کہنے والے نے لکھ دیا ہے کہ اسے خواب آگئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ خدا کی تائید خلیفۃ المسیح الثانی کے ساتھ ہے میں نے بھی یہی کہا تھا کہ خدا کی تائید میرے ساتھ ہے اب اس نے توبہ کا خط لکھ دیا ہے۔ مگر جو لوگ ایسی باتیں نکلوانے کے محرک ہیں۔ وہ ذمہ داری کے نیچے ہیں اور اس کی توبہ کے متعلق بھی خدا ہی جانتا ہے کہ قابل قبول ہے یا نہیں۔ رسول کریم ﷺ کے سامنے انصار میں سے ایک نے کہا تھا خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے اور مال و دولت مکہ والے لے گئے ہیں۔ اس کے بعد اس نے توبہ بھی کی مگر آج تک انصار اس کا خمیازہ بھگتتے چلے آتے ہیں۔

غرض **(مربی) کے لئے پہلی بات تو یہ ضروری ہے کہ اس میں تعاون کی روح ہو دوسرے یہ کہ کسی کی شکایت پر آمادہ نہ ہو** پہلے نے جو کچھ کیا اپنی دیانت کے لحاظ سے صحیح اور درست سمجھ کر کیا اگر اس میں غلطی یا نقص ہو۔ تو یوں کہا جا سکتا ہے اگر فلاں بات کی اصلاح ہو جائے تو اچھا ہے یہ نہیں کہنا چاہئے کہ فلاں نے فلاں کام خراب کر دیا۔ اب میں صحیح طور پر کر رہا ہوں جو لوگ اس قسم کی دوسروں کی شکایتیں کرتے ہیں۔ اگر خود ان کے متعلق کوئی یہی بات کہے تو وہ کہیں گے کیا دین کی خدمت ہم نے اس لئے کی تھی کہ دین کے کام کو خراب کر کے اپنی آخرت تباہ کر لیں میں کہتا ہوں یہی بات وہ دوسروں کے لئے کیوں نہیں کہتے۔ اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے اور جب کسی طریق میں تبدیلی کی ضرورت محسوس ہو تو ایسے طرز پر اس کا ذکر کیا جائے کہ کسی کی شکایت نہ ہو کسی قسم کا تفرقہ اور شقاق نہ پیدا کیا جائے۔

اس کے بعد میں مدرسہ احمدیہ کے طلباء کو ایک امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کچھ دن ہوئے۔ بعض طلباء کی طرف سے شکایت آئی تھی کہ جامعہ کی پڑھائی ٹھیک نہیں رہی۔ میرے نزدیک ان کی شکایت بجا تھی۔ میں نے تحقیقات کی تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ ان کی پڑھائی ٹھیک نہیں ہوئی۔ مگر ایک بات جس پر ان میں سے بعض نے بہت زور دیا اور جو یہ ہے کہ ان کے لئے مولوی فاضل وغیرہ کے امتحان دینے کا موقعہ رکھ دیا جائے۔ اس کے متعلق میں صفائی سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جہاں میں ہر جائز شکایت کو دور کرنے کے لئے تیار ہوں اور قطعاً کسی کی پرواہ نہ کروں گا۔ نہ اساتذہ کی نہ پرنسپل کی، نہ نظارت کی جو جائز شکایت ہوگی خواہ طلباء کی ہو یا کسی اور کی اسے دور کرنے کے لئے تیار ہوں۔ وہاں ایک بات اچھی طرح سمجھا دینا چاہتا ہوں۔ جس میں قطعاً کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی کہ **مدرسہ احمدیہ کی غرض (مربی) پیدا کرنا ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اس کے تعلیمی کورس ایسے رنگ میں ڈھالیں کہ یہ غرض پوری ہو سکے۔** اگر کوئی خیال رکھتا ہے کہ اس کے کورس مولوی یا مولوی عالم یا مولوی فاضل کے امتحانات کے لحاظ سے رکھے جائیں تو یہ درست نہیں ہے۔ ان امتحانوں کا اگر ہم لحاظ رکھتے ہیں تو وہ ثانوی بات ہے کہ جن لوگوں کو ہم کام پر نہ لگا سکیں۔ انہیں باہر ملازمت مل جائے اور دوسروں کے لئے ان امتحانات کی یہ غرض ہے کہ وہ انگریزی کی تعلیم حاصل کر سکیں اور بیرونی ممالک میں بطور (مربی) بھیجے جا سکیں۔ اگر یہ بات مدنظر نہ ہوتی۔ تو ان امتحانوں کو ہم مدرسہ احمدیہ کے طلباء کے لئے بالکل اڑا دیتے۔ **ہماری اصل سکیم یہ ہے کہ سلسلہ کے ہر کام پر جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل لوگوں کو لگایا جائے۔ کلرکی کا کام بھی انہی کے سپرد ہو۔ مدرسہ ہائی کی مدرسی بھی وہی کریں۔ دیگر کاموں پر بھی انہی کو لگایا جائے تاکہ ہمارے سارے کاموں میں ایک ہی قسم کی رو کام کر رہی ہو۔** عیسائیوں نے اس طریق سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ ان کے جتنے کالج ہیں وہ پادریوں کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ اس کا یہ اثر ہے کہ باوجود دہریت کا شکار ہو جانے کے عیسائیوں میں خشیت پائی جاتی ہے۔ ولایت میں میں نے دیکھا ایک دہریہ کو مصباح الدین صاحب لائے تھے۔ وہ پکا دہریہ تھا لیکن باوجود اس کے اس میں خشیت تھی۔ مگر ہندوستان میں ہم دیکھتے ہیں لوگ باوجود مذہب کے پابند کہلانے کے دہریت کی رو میں بہہ رہے ہیں۔ عیسائیوں کی اس حالت کے متعلق یہی معلوم ہوا کہ ان لوگوں کی ساری تعلیم مذہبی آدمیوں کے ہاتھ میں ہے۔ اگر کوئی مذہب سے باہر جاتا ہے تو بھی اس کی تربیت ایسے رنگ میں ہو چکی ہوتی ہے کہ مذہب کا احترام اس کے دل میں قائم رہتا ہے۔ **تو ہمارے مدنظر یہی سکیم ہے کہ جامعہ کے طلباء تعلیم حاصل کر کے جوں جوں ضرورت پیدا ہوتی جائے کام پر لگائے جائیں تاکہ ہمارا ہر ایک کارکن اس قابل ہو کہ جب چاہیں کسی کو (دعوت الی اللہ) کے لئے بھیج دیں۔** اس طرح ہم جامعہ میں بھی زیادہ طلباء لے سکیں گے۔ کیونکہ ہم ان کے گزارہ کا انتظام کریں گے۔ لیکن جب تک ایسے لوگ تیار نہ ہوں۔ اس وقت تک دوسرے لوگ لینے پڑتے ہیں اور لینے پڑیں گے۔ پس یہ سکیم میرے ذہن میں ہے لیکن یہ نہیں کہ ہم مولوی فاضل بنائیں۔ اب بھی موجودہ کورس میں جو نقائص ہیں۔ وہ مولوی فاضل کا امتحان مدنظر رکھنے کی وجہ سے ہی ہیں گو علماء کو اس سے اختلاف ہو۔ لیکن میری رائے ہے کہ پرانا فلسفہ بلکہ نیا فلسفہ بھی جس رنگ میں پڑھایا جاتا ہے وہ فضول ہے ہم ان سے بہتر کتابیں تجویز کر سکتے ہیں۔ بہرحال جو موجودہ کورس ہے۔ اس میں ہم نے اپنے خیال کی قربانی کر کے مولوی فاضل کی جس قدر کتابیں رکھی ہیں۔ ان سے زیادہ نہیں کر سکتے وہ طلباء جو مولوی فاضل بننے کی خواہش سے داخل ہوئے ہوں۔ میں انہیں مشورہ دوں گا کہ وہ اپنا کوئی اور انتظام کر لیں۔ ہم اس بارے میں ان سے تعاون نہیں کر سکتے۔ ان کے (مربی) بنانے اور قابل سے قابل (مربی) بنانے میں جو کچھ ہم سے ہو سکتا ہے کریں گے اور جوں جوں قدرت ہوگی۔ زیادہ بہتر اور اعلیٰ انتظام کرتے جائیں گے لیکن مولوی فاضل بنانے کے لئے ہم اپنا اصل مقصد قربان نہیں کر سکتے۔ میرے نزدیک جامعہ کا جو موجودہ کورس ہے اگر استاد توجہ کریں تو بہت اعلیٰ ہے اس کے مقابلہ میں مولوی، مولوی عالم اور مولوی فاضل کے کورس میں بہت سی کتابیں فضول ہیں۔ میں مولوی کا کورس پڑھاتا رہا ہوں اور میری بیوی اور بچی پڑھتی تھیں۔ میں نے دیکھا کئی کتابیں ایسی ہیں۔ جو کوئی مفید نتیجہ نہیں پیدا کرتیں۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ جن بچوں کو ان کے والدین نے احمدیہ سکول یا جامعہ احمدیہ میں دین کا خادم بننے کے لئے داخل کیا ہے ان لڑکوں کے دلوں میں بھی اس بات کا شوق پیدا ہو کہ دین کی خدمت میں اپنے آپ کو لگا سکیں اور ان کا یہ شوق (دین) کے لئے بابرکت ہو۔

(الفضل 7 فروری 1930ء)

خالی مچاکے مارتے رہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہمان کو ایک انصاری صحابی کے ساتھ رات کی مہمان نوازی کے لئے بھیج دیا۔ گھر پہنچ کر معلوم ہوا کہ گھر میں بہت تھوڑا کھانا ہے جو صرف بچوں کو کفایت کر سکتا ہے۔ اس صحابی رضی اللہ عنہ نے بیوی کے ساتھ پروگرام بنایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی خاطر داری کے لئے بچوں کو بھوکے سلادو اور کھانا کھانے کے وقت چراغ بجھا دینا۔ چنانچہ اس نیک عورت نے اپنے بچوں کو تھپ تھپا اور بہلا کر بھوکے ہی سلا دیا اور چراغ درست کرنے کے بہانے اسے بجھا دیا۔ پھر کھانا لا کر دستر خوان پر رکھا۔ دونوں میاں بیوی بھی مہمان کے ساتھ ہی بیٹھ گئے جبکہ کھانا صرف ایک فرد کے لئے کافی ہو سکتا تھا۔ چنانچہ مہمان تو کھانا کھاتا رہا اور یہ دونوں میاں بیوی اندھیرے میں صرف مچاکے مارتے اور کھانا کھانے کی آوازیں نکالتے رہے۔ تاکہ مہمان پیٹ بھر کر کھانا کھا لے اور اسے احساس بھی نہ ہو کہ کھانا تھوڑا ہے اور ہم ساتھ نہیں کھا رہے۔ گویا بچوں کے ساتھ ساتھ وہ میاں بیوی بھی رات کو بھوکے رہے۔ صبح جب وہ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ رسول اللہؐ سے ملے تو آپؐ نے ہنس کر فرمایا کہ تمہاری رات کی تدبیر سے تو اللہ بھی ہنستا رہا۔ کیونکہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ سے مطلع فرما دیا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب یؤثرون علیٰ انفسهم)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

۞ مکرم انور اقبال ثاقب صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی امۃ السبوح ثاقب واقفہ نو نے خدا کے فضل سے چار سال 9 ماہ کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اس سلسلہ میں تقریب آمین مورخہ 26 فروری 2011ء کو گھر میں منعقد ہوئی محترم سید میر قمر سلیمان احمد صاحب وکیل وقف نو نے بچی سے قرآن سنا اور دعا کروائی بچی کو قرآن پڑھانے کی سعادت والدین کو نصیب ہوئی۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بچی کو باعمر، نیک، خادمہ دین اور خلافت احمدیہ سے ہمیشہ وابستہ رکھے اور تقریب آمین کے حوالے سے حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کا وارث بنائے اور خلافت کی برکات سے فیضیاب کرتا رہے۔ آمین

اعلان دارالقضاء

(مکرمہ امتیاز بیگم صاحبہ ترکہ مکرم محمد شریف صاحب)

۞ مکرمہ امتیاز بیگم صاحبہ نے درخواست دی ہے کہ میرے خاوند محترم مکرم محمد شریف صاحب وفات پا چکے ہیں ان کے نام قطعہ نمبر 1/18 دارالیمن ربوہ کل رقبہ 1 کنال 59 مربع فٹ میں سے تیسرا حصہ منتقل کردہ ہے۔ لہٰذا یہ حصہ خاکسارہ کے نام منتقل کر دیا جائے۔ دیگر ورثاء کو اعتراض نہ ہے۔

تفصیل ورثاء

1۔ مکرمہ امتیاز بیگم صاحبہ (بیوہ)
2۔ مکرمہ رخسانہ پروین صاحبہ (بیٹی)
3۔ مکرمہ شبانہ پروین صاحبہ (بیٹی)
4۔ مکرمہ بشریٰ پروین صاحبہ (بیٹی)
5۔ مکرمہ نصرت پروین صاحبہ (بیٹی)
6۔ مکرم طاہر محمود صاحب (بیٹا)
7۔ مکرم سلیم احمد صاحب (بیٹا)
8۔ مکرم وسیم احمد صاحب (بیٹا)
9۔ مکرم رزاق احمد صاحب (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس (30) یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع فرمائیں۔ (ناظم دارالقضاء ربوہ)

جلسہ یوم مصلح موعود

۞ مکرم جاوید اقبال صاحب معلم سلسلہ وقف جدید شریف آباد ضلع حیدرآباد تحریر کرتے ہیں۔

جماعت شریف آباد کے ہر دو حلقہ جات میں جلسہ یوم مصلح موعود کا بھرپور انعقاد کیا گیا۔ تلاوت و نظم کے بعد مقررین نے سیدنا حضرت مصلح موعود کی سیرت اور پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے حاضرین کو معلومات فراہم کیں۔ مورخہ 20 فروری 2011ء کو ہونے والے اس جلسہ میں کل حاضری 69 رہی۔ آخر میں دعا ہوئی۔

علمی و ورزشی مقابلہ جات

۞ جماعت احمدیہ T.D.A 433 ضلع لیہ کو علمی و ورزشی مقابلہ جات منعقد کروانے کی توفیق ملی۔ علمی مقابلہ جات میں تلاوت، نظم اور تقریر جبکہ ورزشی مقابلہ جات میں کرکٹ، ثابت قدمی، رسہ کشی، کلائی پکڑنا اور لمبی دوڑ کے مقابلے شامل تھے۔ مورخہ 26 جنوری 2011ء کو اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم کاشف محمود عابد صاحب مربی ضلع لیہ اور مکرم غلام مصطفیٰ صاحب انسپکٹر تربیت وقف جدید تھے۔

تلاوت و نظم کے بعد قائد مجلس خدام الاحمدیہ TDA433 نے رپورٹ پیش کی۔ مکرم مربی صاحب نے ورزشی مقابلہ جات اور انسپکٹر صاحب نے علمی مقابلہ جات کے انعامات تقسیم کئے۔ دونوں مہمانوں نے نصائح کیں اور دعا کے ساتھ تقریب کا اختتام ہوا۔ کل حاضری 35 تھی۔

سانحہ ارتحال

۞ مکرم عدیل احمد گوندل صاحب مربی سلسلہ فضل عمر فاؤنڈیشن تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے خالو مکرم اعجاز احمد صاحب ولد مکرم غلام حیدر صاحب ساکن دھیر کے کلاں ضلع گجرات مورخہ 4 مارچ 2011ء کو 59 سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ مورخہ 5 مارچ 2011ء کو بعد از نماز ظہر بیت المبارک ربوہ میں محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ تدفین مکمل ہونے پر مکرم افتخار احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ دھیر کے کلاں نے دعا کروائی۔ آپ نے بڑے صبر اور حوصلہ سے بیماری کاٹی۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹتے ہوئے درجات بلند کرے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور خود ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

ہفتہ ماحولیات

(مریم صدیقہ گرلز ہائیر سیکنڈری سکول ربوہ)

۞ خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے مریم صدیقہ گرلز ہائیر سیکنڈری سکول ربوہ نے اپنا پہلا ہفتہ ماحولیات مورخہ 13 سے 17 فروری 2011ء تک منایا۔ اس ہفتے کو منانے کا بنیادی مقصد بچوں کو ماحول کے متعلق آگاہی دینا تھا۔

ہفتہ ماحولیات کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ پہلے حصے میں پودوں کو لگانا جبکہ دوسرے حصے میں ماحولیاتی آگاہی کے حوالے سے مختلف سیمینار منعقد کئے گئے۔ تمام طلبہ کو ملٹی میڈیا کے ذریعے اپنے اردگرد کے ماحول کو صاف رکھنے کے بارے میں معلومات فراہم کی گئیں اور بعد میں سوالات کا سیشن بھی ہوا۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے کلاس پریپ سے کلاس دوم کا سیمینار مورخہ 13 فروری 2011ء کو منعقد ہوا جو مندرجہ ذیل موضوعات پر مشتمل تھا۔ ماحولیات کا کیا مطلب ہے، پانی ضائع مت کریں۔ اپنے ماحول کو صاف رکھنے میں ایک دوسرے کی مدد کریں، درخت اگائیں کیونکہ یہ تازہ ہوا مہیا کرتے ہیں۔

جماعت سوم اور چہارم کا سیمینار مورخہ 15 فروری 2011ء کو منعقد جو مندرجہ ذیل موضوعات پر مشتمل تھا۔ زمین کے موسم بدل رہے ہیں، ماحولیاتی آلودگی کیا ہے، ماحولیاتی آلودگی کی اقسام، آلودگی کے نقصانات، آلودگی پھیلنے کی وجوہات، آلودگی سے بچنے کی اہمیت جماعت ششم اور ہفتم کے سیمینار مورخہ 17 فروری 2011ء کو منعقد ہوا جو مندرجہ ذیل موضوعات پر مشتمل تھا۔ گلوبل وارمنگ، ری سائیکلنگ، اوزون میں ہونے والے نقصانات۔

سکول کو خوبصورت بنانے کے لئے کچھ طلباء پودے لائے اور کچھ طلباء نے پیسے دیئے تا کہ سکول میں پودے منگوا کر لگائے جائیں۔ جماعت پریپ سے جماعت دہم تک کے طلبہ نے پھلوں کے گملے سکول میں مختلف جگہوں پر سجائے۔ جبکہ جماعت سوم اور چہارم نے مل کر پودے لگانے میں مدد کی۔ اس ضمن میں طلبہ کے اسکیلنگ کے مقابلہ جات بھی کروائے گئے کہ وہ زمین اور ماحول کی موجودہ حالت کو کس طرح دیکھتے اور کس طرح کا دیکھنا چاہتے ہیں۔ بہتر اسکیچنگ کرنے والے طلبہ کی حوصلہ افزائی کی گئی اور اسکیچز کو سوفٹ بورڈ پر چسپاں کیا گیا اچھا دماغ اور صحت مند نشوونما کے لئے صاف اور صحت مند ماحول کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس ہفتہ کو منانے کا مقصد یہ تھا کہ اساتذہ طلبہ کو اپنے ماحول کو بہتر بنانے کے بارے میں معلومات دی جا سکیں اور خدا کے فضل سے تمام سکول نے اس میں بھرپور شرکت کی۔

آخر میں دعا ہے کہ خدا اپنے فضل و احسان سے ہمیں اس قابل بنائے کہ ہم اپنی معاشرتی اور ماحولیاتی ذمہ داریوں کو بہترین طریق سے ادا کر سکیں۔ آمین

مشہور سائنسدان
البرٹ آئن سٹائن

امریکی ماہر طبیعات اور سائنسی مفکر 14 مارچ 1879ء کو جرمنی میں پیدا ہوا۔ 1902ء میں سوس پیٹنٹ آفس میں کام شروع کیا۔ 1905ء میں نظری طبیعات پر تین مقالے شائع کئے جن میں خصوصی نظریہ اضافیت بھی پیش کیا گیا تھا۔ 1916ء میں تجویز کیا کہ اضافیت کا نظریہ عمومی تین سال قبل درست ثابت ہو گیا تھا۔ 1922ء میں طبیعات میں نوبیل پرائز حاصل کیا۔ 1933ء میں یہودیوں پر نازیوں کے مظالم کے پیش نظر ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں چلا گیا اور وہاں کی شہریت حاصل کر لی اور پرنسٹن یونیورسٹی میں ریاضیات کا پروفیسر مقرر ہوا اور اس کی تحریک پر وہاں جوہری توانائی پر کام شروع کیا گیا 1955ء میں اپریل کی اٹھارہ تاریخ کو سوتے ہوئے وفات پا گیا۔ عصر جدید کے سائنسی معیارات ایٹم بم، خلائی سفر، الیکٹرانکس، کوانٹم فزکس تمام کی تمام اسی عظیم سائنسی مفکر اور ماہر طبیعات کی مرہون منت ہیں اور اسے بیسویں صدی کا سب سے عظیم ماہر طبیعات اور مفکر قرار دیا جاتا ہے۔

1902ء میں وہ برن (سوئٹزرلینڈ) میں ایک پیٹنٹ آفس کلرک تھا اور اس وقت اس کی عمر 26 سال تھی۔ اپنے خالی وقت میں وہ طبیعات کا مطالعہ کرتا اور نئے نئے تجربات کرتا رہتا تھا۔ 1905ء میں اس نے تین مقالات شائع کئے جنہوں نے سائنس کی دنیا میں تہلکہ مچا دیا اور کائنات کے نامعلوم خطوں سے روشناس کرایا۔ اس نے زمان و مکاں کے مسئلے کو حل کر دیا اور ثابت کیا کہ کائنات میں وقت اور فاصلہ کی کوئی مطلق حیثیت نہیں ہے۔ کائنات غیر محدود نہیں ہے۔ کائنات ٹیڑھی ہے جس طرح ہمارا کرہ ارض خمدار ہے۔ سورج کی شعاعیں جس وقت کسی فلکی جسم کے پاس سے گزرتی ہیں تو کشش ثقل کے باعث ٹیڑھی ہو کر اس طرف مائل ہو جاتی ہیں۔

نور نظر
اولاد نرینہ کیلئے کامیاب دوا
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون: 047-6211538 فیکس: 047-6212382

خبریں

جاپان میں ہولناک زلزلہ اور سونامی، ایک ہزار سے زائد افراد ہلاک جاپان میں 8.9 کی شدت کے ہولناک زلزلے نے زبردست تباہی پھیلا دی ہے۔ ملک کے مختلف ساحلوں سے سونامی کی چار سے دس میٹر تک بلند لہریں ٹکرائیں جس سے ایک ہزار سے زائد افراد ہلاک اور سینکڑوں لاپتہ ہو گئے، 100 افراد سے بھرے بحری جہاز کے علاوہ 2 مسافر ٹرینیں بھی لاپتہ ہو گئیں۔ جبکہ ایک ڈیم ٹوٹنے سے بیسیوں گھر صفحہ ہستی سے مٹ گئے اور سینکڑوں افراد بھی ریلے میں بہہ گئے۔

پنجاب اسمبلی میں ہنگامہ آرائی پنجاب اسمبلی میں پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ق) کی متحدہ اپوزیشن نے یونیفیکیشن بلاک کے خلاف لوٹوں کے ساتھ احتجاجی مظاہرہ کیا اور ایوان کے اندر اور باہر لوٹے لہرا دیئے۔ اپوزیشن کا کہنا ہے کہ وزیر اعلیٰ لوٹوں کا سہارا چھوڑ دیں یا اکثریت ظاہر کرنے کے لئے اعتماد کا ووٹ حاصل کریں۔ اجلاس شروع ہوتے ہی ایوان لوٹا لوٹا کے نعروں سے گونج اٹھا، حکومتی اور اپوزیشن اراکین کی شدید نعرے بازی سے ایوان مچھلی منڈی بن گیا۔

ڈی جی ایف آئی اے کو ہٹانے کیلئے حکومت کو پھر مہلت سپریم کورٹ نے وفاقی حکومت کو ڈی جی ایف آئی اے سمیت تمام کنٹریکٹ افسروں کو ہٹانے کیلئے ایک اور موقع دے دیا۔ سپریم کورٹ میں پیش کردہ رپورٹ میں موقف اپنایا گیا ہے کہ قومی سلامتی کے بعض اہم معاملات کے پیش نظر وسیم احمد کی تعیناتی لازمی ہے۔ عدالت نے ڈی جی ایف آئی اے کو نہ ہٹانے پر برہمی کا اظہار کرتے ہوئے قرار دیا کہ کون سے ایسے قومی سلامتی کے معاملات ہیں جن کے پیش نظران کو نہیں ہٹایا جاسکتا۔

دیدار شاہ کی دوبارہ تقرری صدر آصف علی زرداری نے جسٹس (ر) دیدار حسین کو چیئرمین نیب تعینات کرنے کیلئے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی اور قائد حزب اختلاف چوہدری نثار احمد کو مشاورت کیلئے خط لکھا ہے۔ خط میں کہا گیا ہے کہ جسٹس (ر) دیدار حسین بہترین قانونی پس منظر کے علاوہ باوقار شخصیت کے مالک ہیں۔ وہ سندھ ہائیکورٹ بار سے جج اور پھر سندھ ہائیکورٹ کے چیف جسٹس رہے اور سپریم کورٹ کے جج کے طور پر ریٹائرڈ ہوئے ہیں وہ چیئرمین نیب کے عہدے کیلئے بہترین انتخاب ہو سکتے ہیں۔

عائشہ اکیڈمی سے حفظ مکمل کرنے والی طالبات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 2010ء میں درج ذیل طالبات نے قرآن کریم مکمل طور پر حفظ کرنے کی سعادت پائی۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز بچیوں کے لئے مبارک کرے اور خادم دین بنائے۔ (آمین)

نمبر شمار	نام حافظات	بنت	ساکن	عرصہ حفظ
1	اجالا توصیف	مکرم توصیف احمد احسن صاحب	ربوہ	9ماہ9دن
2	شکیلہ نایاب	مکرم عبدالمجید صاحب	ربوہ	1سال7ماہ19دن
3	سیدہ منزہ احمد	مکرم سید طاہر احمد صاحب	ربوہ	1سال8ماہ24دن
4	ملائکہ شہزادی	مکرم ناصر احمد صاحب	ربوہ	1سال9ماہ
5	نائلہ ظفر	مکرم ظفر اللہ خاں صاحب	ربوہ	1سال9ماہ7دن
6	درعدن	مکرم بشیر احمد صاحب	ربوہ	1سال9ماہ10دن
7	عطیۃ الحئی	مکرم ارشاد احمد صاحب	ربوہ	2سال15دن
8	اقراء نصیر	مکرم نصیر احمد صاحب	ربوہ	2سال23دن
9	سعدیہ منیر	مکرم محمد منیر صاحب	ربوہ	2سال1ماہ5دن
10	سمیرا کرن	مکرم غفور احمد صاحب	ربوہ	2سال1ماہ7دن
11	رافعہ	مکرم حمید اللہ بٹ صاحب	ربوہ	2سال2ماہ
12	مائرہ حنا	مکرم محمد اکرم خالد صاحب	ربوہ	2سال3ماہ16دن
13	عائشہ کنول	مکرم نصیر احمد صاحب	ربوہ	2سال3ماہ16دن
14	عفیفہ احمد	مکرم ڈاکٹر حنیف احمد قمر صاحب	ربوہ	2سال4ماہ27دن
15	عمرانہ رحیم	مکرم محمد رحیم الافضل صاحب	ربوہ	2سال5ماہ
16	درثمین مالک	مکرم عبدالمالک صاحب	ربوہ	2سال5ماہ17دن
17	فرحت یاسمین	مکرم ریاض احمد صاحب	ربوہ	2سال7ماہ18دن
18	سمیرا اختر	مکرم جاوید اختر صاحب	ربوہ	2سال7ماہ21دن
19	روبینہ شہزادی	مکرم محمد نصیر صاحب	ربوہ	2سال8ماہ4دن
20	عطیۃ الرحیم	مکرم مسرور احمد نعیم صاحب	ربوہ	2سال8ماہ8دن
21	ثمرین حنان	مکرم عبدالحنان صاحب	ربوہ	2سال8ماہ12دن
22	آغا انوش گل	مکرم آغا عرفان احمد صاحب	ربوہ	2سال8ماہ29دن
23	افشاں ظہیر	مکرم ظہیر احمد صاحب	گھسیٹ پورہ	2سال9ماہ9دن
24	شکیلہ ناز	مکرم محمد علی صاحب	ربوہ	3سال1ماہ29دن
25	ماہم مسعود	مکرم مسعود احمد صاحب	ربوہ	3سال2ماہ9دن
26	سجیلہ داؤد	مکرم داؤد احمد عابد صاحب	ربوہ	3سال7ماہ19دن

پاکستان کا حتف 2 ابدالی میزائل کا کامیاب تجربہ پاکستان نے زمین سے زمین پر کم فاصلے تک مار کرنے والے بیلسٹک میزائل حتف 2 (ابدالی) کا کامیاب تجربہ کیا۔ حتف 2 (ابدالی) 180 کلومیٹر تک ہدف کو نشانہ بنا سکتا ہے۔ اور اس میں ایٹمی و روایتی ہتھیار لے جانے کی مکمل صلاحیت ہے اور یہ اپنے ہدف کو ٹھیک نشانہ بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ربوہ میں طلوع وغروب 14۔مارچ

طلوع فجر	4:54
طلوع آفتاب	6:18
زوال آفتاب	12:18
غروب آفتاب	6:17

اکسیر موٹاپا
موٹاپا دور کرنے کیلئے مفید دوا
کورس 3 ڈبیاں
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

کوٹھی برائے کرایہ
تین منزلہ باب الابواب میں نئی عمارت
7 بیڈروم اٹیچ باتھ۔ ڈرائنگ روم۔ کشادہ صحن
بجلی۔ پانی۔ گیس کی سہولیات میسر
رابطہ: سردار کرامت اللہ 34/21 دارالرحمت شرقی ربوہ
0476212315,0302-4355230

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔
وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ کم ریٹ میں لیں
گنیا (معیاری پیمائش) کی گارنٹی کے ساتھ
ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔
اظہر ماربل فیکٹری
15/5 باب الابواب درہ سٹاپ ربوہ
فون فیکٹری: 6215713 گھر: 6215219
پروپرائٹر: رانا محمود احمد موبائل: 0332-7063013

Dawlance Exclusive Dealer
فریج، سپلٹ اے سی، ڈیپ فریزر، مائیکرو ویو اوون، واشنگ مشین، ٹی وی، ڈی وی ڈی جیسکو جنریٹرز استریاں، جوسر بلینڈر، ٹوسٹر سینڈوچ، بیکرز، یو پی ایس سٹیبلائزر ایل سی ڈی، ویٹ مشین، ان سیکٹ کلر لائٹ انرجی سیور ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہیں۔
گوہر الیکٹرونکس گولبازار ربوہ
047-6214458

FD-10

ڈائجسٹ ٹو، گیس اپھارہ تیزابیت پیٹ کی تمام تکلیفوں سے فوری نجات
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹور
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر ایم۔ اے
عمر مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ گلی عامر کلر لیب: 0344-7801578